امام احمد رضا
اور
دارالعلوم منظر اسلام

بسلسلہ صد 100 سالہ تقریبات دارالعلوم منظر اسلام

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد
(ایم اے۔ پی ایچ ڈی)

100

ادارہ مظہر اسلام ۰ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سلسلہ مطبوعات نمبر ۲۶

بیاد

شیخ الاسلام مفتی اعظم ہند علامہ شاہ محمد مظہر اللہ علیہ الرحمہ

شاہی امام وخطیب جامع مسجد فتحپوری، دہلی

بہ فیضان نظر

سعادت لوح وقلم حضرت مسعود ملت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد دامت برکاتہم العالیہ

نام کتاب ــــ امام احمد رضا اور دار العلوم منظر اسلام (بریلی شریف) انڈیا

مصنف ــــ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد (ایم۔اے، پی۔ایچ۔ڈی)

صفحات ــــ ۱۶

تعداد ــــ (۳۳۰۰)

سن اشاعت ــــ شعبان المعظم ۱۴۲۳ھ / اکتوبر ۲۰۰۲ء

بسلسلہ ــــ دوسرا جشن صد (۱۰۰) سالہ دار العلوم منظر اسلام (بریلی شریف) انڈیا

سرورق ــــ محمد اظہر، مدنی گرافکس، ایبک روڈ، لاہور

جلد ساز ــــ محمد مشتاق، الحسن مارکیٹ، میکلوڈ روڈ، لاہور فون: 7231460

قیمت ــــ -/۶ روپے

نوٹ:- ــــ شائقین مطالعہ -/۶ روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر منگوائیں۔

رابطہ

ادارہ مظہر اسلام، لاہور

نئی آبادی، مجاہد آباد، مغلپورہ، لاہور، پاکستان، کوڈ نمبر ۵۴۸۴۰

ماہ وسال — حیات امام احمد رضا علیہ الرحمہ

مرتب: پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد، کراچی

۱	ولادت باسعادت	۱۰؍شوال ۱۲۷۲ھ/ ۱۴؍جون ۱۸۵۶ء
۲	ختم قرآن کریم	۱۲۷۶ھ/۱۸۶۰ء
۳	پہلی تقریر	ربیع الاول ۱۲۷۸ھ/ ۱۸۶۱ء
۴	پہلی عربی تصنیف	۱۲۸۵ھ/۱۸۶۸ء
۵	دستار فضیلت	شعبان ۱۲۸۶ھ/۱۸۶۹ء بعمر تیرہ سال، دس ماہ، پانچ دن
۶	آغاز فتویٰ نویسی	۱۴؍شعبان ۱۲۸۶ھ/ ۱۸۶۹ء
۷	آغاز درس وتدریس	۱۲۸۶ھ/۱۸۶۹ء
۸	ازدواجی زندگی	۱۲۹۱ھ/۱۸۷۴ء
۹	فرزند اکبر مولانا محمد حامد رضا خاں کی ولادت	ربیع الاول ۱۲۹۲ھ/ ۱۸۷۵ء
۱۰	فتویٰ نویسی کی مطلق اجازت	۱۲۹۳ھ/۱۸۷۶ء
۱۱	بیعت وخلافت	۱۲۹۴ھ/۱۸۷۷ء
۱۲	پہلی اردو تصنیف	۱۲۹۴ھ/۱۸۷۷ء
۱۳	پہلا حج اور زیارت حرمین شریفین	۱۲۹۵ھ/۱۸۷۸ء
۱۴	شیخ احمد بن زین بن دحلان مکی سے اجازت احادیث	۱۲۹۵ھ/۱۸۷۸ء

۱۵	مفتی مکہ شیخ عبدالرحمٰن السراج سے اجازت حدیث	۱۲۹۵ھ/۱۸۷۸ء
۱۶	شیخ عابد السندی کے تلمیذ رشید امام کعبہ شیخ حسین بن صالح اللیل مکی سے اجازت حدیث	۱۲۹۵ھ/۱۸۷۸ء
۱۷	احمد رضا کی پیشانی میں شیخ موصوف کا مشاہدہ انوارِ الٰہیہ	۱۲۹۵ھ/۱۸۷۸ء
۱۸	مسجد حنیف (مکہ معظمہ) میں بشارت مغفرت	۱۲۹۵ھ/۱۸۷۸ء
۱۹	زمانہ حال کے یہود و نصاریٰ کی عورتوں سے نکاح کے عدم جواز کا فتویٰ	۱۲۹۸ھ/۱۸۸۱ء
۲۰	تحریک ترک گاؤ کشی کا سد باب	۱۲۹۸ھ/۱۸۸۱ء
۲۱	پہلی فارسی تصنیف	۱۲۹۹ھ/۱۸۸۲ء
۲۲	اردو شاعری کا سنگھار ''قصیدہ معراجیہ'' کی تصنیف	قبل ۱۳۰۳ھ/۱۸۸۵ء
۲۳	فرزند اصغر مفتی اعظم ہند محمد مصطفیٰ رضا خاں کی ولادت	۲۲رذی الحجہ ۱۳۱۰ھ/۱۸۹۲ء
۲۴	ندوۃ العلماء کے جلسہ تاسیس (کانپور) میں شرکت	۱۳۱۱ھ/۱۸۹۳ء
۲۵	تحریک ندوہ سے علیحدگی	۱۳۱۵ھ/۱۸۹۷ء
۲۶	مقابر پر عورتوں کے جانے کی ممانعت میں فاضلانہ تحقیق	۱۳۱۶ھ/۱۸۹۸ء
۲۷	قصیدہ عربیہ ''آمال الابرار و آلام الاشرار'' کی تصنیف	۱۳۱۸ھ/۱۹۰۰ء
۲۸	ندوۃ العلماء کے خلاف ہفت روزہ اجلاس پٹنہ میں شرکت	رجب ۱۸/ ۱۳۱۸ھ/۱۹۰۰ء
۲۹	علماء ہند کی طرف سے خطاب ''مجدد مائۃ حاضرہ''	۱۳۱۸ھ/۱۹۰۰ء
۳۰	تاسیس دار العلوم منظر اسلام بریلی	۱۳۲۲ھ/۱۹۰۴ء
۳۱	دوسرا حج اور زیارت حرمین طیبین	۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ء

۳۲	امام کعبہ شیخ عبداللہ میرداد اوران کے استاذ شیخ حامد احمد محمد جدادی مکی کا مشترکہ استفتاء اور احمد رضا کا فاضلانہ جواب	۱۳۲۴ھ/۱۹۰۶ء
۳۳	علماء مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ کے نام سندات اجازت وخلافت	۱۳۲۴ھ/۱۹۰۶ء
۳۴	کراچی آمد اور مولانا عبدالکریم درس سندھی سے ملاقات	۱۳۲۴ھ/۱۹۰۶ء
۳۵	احمد رضا کے عربی فتوے کو حافظ کتب الحرم سید اسمٰعیل خلیل مکی کا زبردست خراج عقیدت	۱۳۲۵ھ/۱۹۰۷ء
۳۶	شیخ ہدایت اللہ بن محمد بن محمد سعید السندی مہاجر مدنی کا اعتراف مجددیت	۱۴؍ربیع الاول ۱۳۳۰ھ/۱۹۱۲ء
۳۷	قرآن کریم کا اردو ترجمہ ''کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن''	۱۳۳۰ھ/۱۹۱۲ء
۳۸	شیخ موسیٰ علی الشامی الازہری کی طرف سے خطاب ''امام الائمہ المجددالھندہ الامّہ''	یکم ربیع الاول ۱۳۳۰ھ/۱۹۱۲ء
۳۹	حافظ کتب الحرم سید اسمٰعیل خلیل مکی کی طرف سے خطاب ''خاتم الفقہاء والمحدثین''	۱۳۳۰ھ/۱۹۱۲ء
۴۰	علم المربعات میں ڈاکٹر سرضیاء الدین کے مطبوعہ سوال کا فاضلانہ جواب	قبل ۱۳۳۱ھ/۱۹۱۳ء
۴۱	ملت اسلامیہ کیلئے اصلاحی اور انقلابی پروگرام کا اعلان	۱۳۳۱ھ/۱۹۱۳ء
۴۲	بہاولپور ہائی کورٹ کے جسٹس محمد دین کا استفتاء اور اس کا فاضلانہ جواب	۲۳؍رمضان المبارک ۱۳۳۱ھ/۱۹۱۳ء
۴۳	مسجد کانپور کے قضیے پر برطانوی حکومت سے معاہدہ کرنے والوں کے خلاف ناقدانہ رسالہ	۱۳۳۱ھ/۱۹۱۳ء
۴۴	ڈاکٹر سرضیاء الدین (وائس چانسلر مسلم یونیورسٹی علی گڑھ) کی آمد اور استفادہ علمی	مابین ۱۳۳۲ھ/۱۹۱۴ء اور (۱۳۳۵ھ/۱۹۱۶ء)

۴۵	انگریزی عدالت میں جانے سے انکار اور حاضری سے استثناء	۱۳۳۴ھ/۱۹۱۶ء
۴۶	صدر الصدور صوبہ جات دکن کے نام ارشاد نامہ	۱۳۳۴ھ/۱۹۱۶ء
۴۷	تاسیس جماعت رضائے مصطفیٰ، بریلی	تقریباً ۱۳۳۶ھ/۱۹۱۷ء
۴۸	سجدہ تعظیمی کی حرمت پر فاضلانہ تحقیق	۱۳۳۷ھ/۱۹۱۸ء
۴۹	امریکی ہیأۃ داں پروفیسر البرٹ ایف پورٹا کو شکست فاش	۱۳۳۸ھ/۱۹۱۹ء
۵۰	آئزک نیوٹن اور آئن سٹائن کے نظریات کے خلاف فاضلانہ تحقیق	۱۳۳۸ھ/۱۹۲۰ء
۵۱	رد حرکت زمین پر ۱۰۵ دلائل اور فاضلانہ تحقیق	۱۳۳۸ھ/۱۹۲۰ء
۵۲	فلاسفہ قدیمہ کا رد بلیغ	۱۳۳۸ھ/۱۹۲۰ء
۵۳	دو قومی نظریہ پر حرف آخر	۱۳۳۹ھ/۱۹۲۱ء
۵۴	تحریک خلافت کا افشائے راز	۱۳۳۹ھ/۱۹۲۱ء
۵۵	تحریک ترک موالات کا افشائے راز	۱۳۳۹ھ/۱۹۲۱ء
۵۶	انگریزوں کی معاونت اور حمایت کے الزام کے خلاف تاریخی بیان	۱۳۳۹ھ/۱۹۲۱ء
۵۷	وصال پُر ملال	۲۵ر صفر ۱۳۴۰ھ/ ۲۸ر اکتوبر ۱۹۲۱ء
۵۸	مدیر ''پیسہ اخبار'' لاہور کا تعزیتی نوٹ	یکم ربیع الاول ۱۳۴۰ھ
۵۹	سندھ کے ادیب شہیر سرشار عقیلی کا تعزیتی مقالہ	۱۳۴۱ھ/ ستمبر ۱۹۲۲ء
۶۰	بمبئی ہائی کورٹ کے جسٹس ڈی۔ ایف۔ ملا کا خراج عقیدت	۱۳۴۹ھ/۱۹۳۰ء
۶۱	شاعر مشرق ڈاکٹر محمد اقبال کا خراج عقیدت	۱۳۵۱ھ/۱۹۳۲ء

امام احمد رضا
اور
دارالعلوم منظر اسلام
بریلی شریف

اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ سے فرمایا:

''جو کچھ اتارا گیا ہے وہ دوسروں تک پہنچا دیں-''

ہاں جو کچھ اتارا گیا تھا اس میں ہر چیز کا روشن بیان ہے ـــــ اس میں منقولات بھی ہیں، اس میں معقولات بھی ہیں ـــــ

تبلیغ و اشاعت کا ذریعہ تقریر بھی ہے، تحریر بھی ہے، دونوں سنت ہیں ـــــ امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ (م-۱۹۲۱ء) نے تحریر کو اپنا مؤثر ذریعۂ تعلیم و تبلیغ بنایا ـــــ ان کی شان کیا بیان کی جائے، منقولات میں عرب و عجم کے علماء و مشائخ نے خوب داد دی اور معقولات میں دور جدید کے سائنسدانوں نے خوب سراہا ـــــ

مثالی دارالعلوم کے بانی

امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ نے تحریر کے ساتھ ساتھ کچھ عرصہ تدریس کو بھی ذریعۂ تعلیم و تبلیغ بنایا- وہ دارالعلوم منظر اسلام کے بانی تھے- انہوں نے یہ دارالعلوم اس وقت قائم کیا جب دشمن اسلام حاکموں نے سنی مسلمانوں کے لئے عرصۂ حیات تنگ کر رکھا تھا ـــــ

یہ مدرسہ بعض حیثیات سے نہایت ممتاز تھا:

- ـــــ پہلی بات تو یہ کہ اس میں ایسا فاضل جلیل درس دیتا تھا جس کی نظیر عالم اسلام میں نہ تھی،
- ـــــ دوسری بات یہ کہ یہاں کے طلبہ جو پاک و ہند کے گوشے گوشے اور بیرون ملک سے آتے تھے، دوسرے مدارس کے طلباء کی طرح صرف زکوٰۃ و خیرات پر نہیں پلتے تھے- امام احمد رضا اپنی جیب خاص سے ان کے لیے اہتمام کرتے[1]

[1] ''اجالا'' ص: ۴۵ مطبوعہ لاہور

ایک مثالی دینی مدرسے کے بانی کیلئے ضروری ہے کہ:

✪——اس میں اخلاص ہو،

✪——وہ فکرِ صحیح کا مالک ہو،

✪——تعلیم کے بارے میں اس کے نظریات واضح اور مفید ہوں۔

جب ہم امام احمد رضا کی حیات وتعلیمات کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہم کو ان کے ہاں یہ ساری خوبیاں نظر آتی ہیں اور دل گواہی دیتا ہے کہ کسی بھی مثالی دینی ادارے کا بانی ہو تو ایسا ہو۔

تبلیغ واشاعت دین

امام احمد رضا علیہ الرحمہ کے عہد میں غیر منقسم ہندوستان کے طول وعرض میں بعض مقررین اور واعظین آپ سے نسبت ظاہر کر کے تقریروں کے معاوضے لیتے تھے اور چندے مانگتے تھے۔ جب آپ کے علم میں یہ بات آئی تو آپ نے فوراً اپنے دستخط خاص سے ایک بیان جاری فرمایا جس میں اشاعت دین متین کیلئے اپنے مؤقف ومسلک کی یوں وضاحت فرمائی:

"یہاں بحمد اللہ نہ کبھی خدمت دین کو کسب معیشت کا ذریعہ بنایا گیا، نہ احباب علمائے شریعت یا برادران طریقت کو ایسی ہدایت کی گئی، بلکہ تاکید اور سخت تاکید کی جاتی ہے کہ دستِ سوال دراز کرنا تو درکنار اشاعت دین اور حمایت سنت میں جلب منفعت مالی کا خیال دل میں بھی نہ لائیں، کہ ان کی خدمت خالصاً لوجہ اللہ ہو۔"[1]

اس بیان سے اندازہ ہوتا ہے کہ امام احمد رضا علیہ الرحمہ پیکر اخلاص وایثار تھے۔ لینا تو درکنار مالی منفعت کا خیال بھی گوارہ نہ تھا——

فکرِ صحیح کے مالک

جہاں تک فکرِ صحیح کا تعلق ہے امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ کے افکار حق کا معیار تھے۔

۱۔ ماہنامہ رضا، بریلی شریف، شمارہ ذیقعدہ ۱۳۳۸ھ

انہوں نے اپنے مریدوں اور مخلصوں کو فکر پریشاں کے حامل افراد سے بچنے کی تلقین فرمائی۔ چنانچہ اپنے مرید خاص کو اپنے دستخط سے جو شجرہ شریف جاری فرمایا اس میں ضروری ہدایات کے تحت تحریر فرماتے ہیں:

''مذہب اہل سنت و جماعت پر قائم رہیں جس پر علمائے حرمین شریفین (بہ زمانۂ ۱۳۳۲ھ/۱۹۱۲ء) سنیوں کے جتنے مخالف مثلاً:

وہابی، رافضی، ندوی، نیچری، غیر مقلد، قادیانی وغیرہم

ہیں سب سے جدا رہیں، اور سب کو اپنا دشمن اور مخالف جانیں ــــــ نہ ان کی بات سنیں، ان کے پاس نہ بیٹھیں ــــــ ان کی کوئی تحریر نہ دیکھیں کہ شیطان کو معاذ اللہ وسوسہ ڈالتے کوئی دیر نہیں لگتی ــــــ آدمی کو جہاں مال یا آبرو کا اندیشہ ہو، ہرگز نہ جائے گا ــــــ دین و ایمان سب سے زیادہ عزیز چیز ہیں۔ ان کی حفاظت میں حد سے زیادہ کوشش فرض (ہے) ــــــ مال اور دنیا کی عزت، دنیا کی زندگی، دنیا ہی تک ہے ــــــ دین و ایمان سے ہمیشگی کے گھر میں کام پڑتا ہے ان کی فکر سب سے زیادہ لازم ہے۔''

مندرجہ بالا بیان سے اندازہ ہوتا ہے کہ امام احمد رضا علیہ الرحمہ فکر صحیح کے مالک تھے، مالک ہی نہیں بلکہ محافظ اور داعی تھے ــــــ دورِ جدید کے دانشور شاید اس بیان کو روشن خیالی کے منافی اور تنگ نظری پر محمول فرمائیں، لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس بیان میں امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے جن فرقوں کا ذکر فرمایا ہے یہ سب کے سب نصاریٰ کے سہاروں سے پنپے ہیں اور پنپ رہے ہیں ــــــ انقلاب ۱۸۵۷ء نے اہل وسنت و جماعت کی کمر توڑ دی تھی۔ لیکن پھر بھی انہوں نے نہ کسی دشمن اسلام سے مدد چاہی اور نہ کسی دشمن اسلام نے ان کو مدد دی جبکہ ان فرقوں نے نصاریٰ کی پوری پوری مدد کی۔ انہی کی اندرونِ خانہ مدد سے مٹھی بھر نصاریٰ ہندوستان کی وسیع و عریض زمین پر قابض ہوئے ــــــ یہ ایک تلخ حقیقت ہے جس کو بیان نہیں کیا جاتا بلکہ چھپایا جاتا ہے ــــــ امام احمد رضا علیہ الرحمہ چونکہ یہود و نصاریٰ اور کفار و مشرکین سے ان

کے کرتوتوں کی وجہ سے بیزار تھے، اس لئے وہ ہر اس فرد یا جماعت سے بیزار تھے جس نے کسی نہ کسی طرح یہود و ہنود اور نصاریٰ کی مدد کی تھی ـــــ اور جو سلف صالحین کے راستے سے دور جارہا تھا اور دور لے جارہا تھا ـــــ افسوس!

جو بیزار تھا اس کو تاریخ میں نصاریٰ کا محبوب بنا کر دکھایا اور ـــــ جو نصاریٰ کا محبوب تھا اس کو نصاریٰ سے بیزار بنا کر دکھایا گیا تاکہ عیب چھپا رہے اور وہ ملامت خلق سے محفوظ رہے۔

راقم نے یہ سارے حقائق اپنی کتاب ''گناہ بے گناہی'' میں بیان کئے ہیں جس کے کئی اردو، انگریزی ایڈیشن ہندوستان، پاکستان اور افریقہ وغیرہ سے شائع ہو چکے ہیں۔

امام احمد رضا کے تعلیمی نظریات

جیسا کہ عرض کیا گیا کہ کسی بھی دینی مدرسے کے بانی کیلئے ضروری ہے کہ اخلاص وفکر صحیح کے ساتھ ساتھ تعلیم کے بارے میں اس کے نظریات واضح اور مفید ہوں ـــــ اس پہلو سے جب ہم امام احمد رضا علیہ الرحمہ کے تعلیمی نظریات کا مطالعہ کرتے ہیں تو وہ ایک بے مثال ماہر تعلیم نظر آتے ہیں۔ یہاں چند نکات پیش کیے جاتے ہیں:

اسلامی تصور:

اسلام کی تعلیم کو بنیادی حیثیت حاصل ہونی چاہیے۔ تعلیم کا محور دین اسلام ہونا چاہیے کیونکہ ملتِ اسلامیہ کے ہر فرد کے لیے یہ جاننا ضروری ہے کہ وہ کیا ہے اور اس کا دین کیا ہے؟

مقصدیت:

بنیادی مقصد خدا رسی اور رسول شناسی ہونا چاہیے۔ تاکہ ایک عالمگیر فکر ابھر کر سامنے آئے ـــــ سائنس اور مفید علوم عقلیہ کی تحصیل میں مضائقہ نہیں مگر ہیئت اشیاء سے زیادہ خالق اشیاء کی معرفت ضروری ہے۔

اولیت:

ابتدائی سطح پر رسول اللہ ﷺ کی محبت وعظمت کا نقش طالب علم کے دل پر بٹھا دیا جائے

کہ اس وقت کا بتایا ہوا پتھر کی لکیر ہوتا ہے ـــــ حضور اکرم ﷺ کی محبت کے ساتھ ساتھ آل و اصحاب اور اولیاء و صلحاء کی محبت و عظمت کے نقوش بھی قائم کر دیئے جائیں۔

صداقت:

جو کچھ پڑھایا جائے وہ حقائق پر مبنی ہو، جھوٹی باتیں انسانی فطرت پر برا اثر ڈالتی ہیں ـــــ جس طرح جسم کے لیے صحیح غذا ضروری ہے، اسی طرح ذہن اور دماغ کے لیے بھی صحیح غذا ضروری ہے۔ فکری صحت اسی سے وابستہ ہے۔

افادیت:

انہی علوم کی تعلیم دی جائے جو دین و دنیا میں کام آئیں، غیر مفید اور غیر ضروری علوم کو نصاب سے خارج کر دیا جائے۔ اس سے افراد کی توانائی، مال اور عمر تینوں ضائع ہوتے ہیں۔ جو ایک بڑا قومی نقصان ہے۔

للٰہیت:

اساتذہ کے لیے لازم ہے کہ ان کے دل میں اخلاص و محبت اور قومی تعمیر کی لگن ہو۔ وہ علم کو کھانے کمانے کا ذریعہ نہ بنائیں بلکہ طلبہ کے لیے ایک اعلیٰ نمونہ ہوں۔

حمیت و غیرت:

طلبہ میں خود شناسی اور خودداری کا جوہر پیدا کیا جائے تاکہ وہ دست سوال دراز کرنے کے عادی نہ ہو جائیں ـــــ اور اپنا یہ جوہر کھو کر معاشرے کے لیے ایک بوجھ اور اسلام کے لیے ایک داغ نہ بن جائیں۔

حرمت:

طلبہ کے دل میں تعلیم اور متعلقات تعلیم کا احترام پیدا کیا جائے۔

صحبت:

طالب علم کو بری صحبت سے بچایا جائے کہ یہی عمر بننے اور بگڑنے کی ہوتی ہے۔ امام احمد رضا مفید کھیل اور سیر و تفریح کو بھی ضروری قرار دیتے ہیں۔ تاکہ طالب علم کی طبیعت میں

نشاط وانبساط پیدا ہو۔ اور وہ مسلسل تحصیل علم سے اکتا نہ جائے۔

سکینت:

امام احمد رضا سکینت پر زور دیتے ہیں یعنی تعلیمی ادارے کا ماحول پرسکون اور پروقار ہونا چاہیے تاکہ طالب علم کے دل میں وحشت اور انتشار فکر نہ ہو۔

مندرجہ بالا نکات سے اندازہ ہوتا ہے ـــــ امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ تعلیم و تعلم کے نشیب و فراز سے اچھی طرح باخبر تھے ـــــ ان نکات کی روشنی میں جب ہم اپنے جدید تعلیمی اداروں کے نصاب، تعلیمی ماحول اور طالب علم کی نفسیات دیکھتے ہیں تو حیرت ہوتی ہے کہ ترقی کے دعوے داروں نے کیا کیا اور خلوت نشیں ایک بزرگ نے کیا کہا اور کیا کیا ـــــ جن کو لوگ کچھ نہیں سمجھتے حقیقت میں وہی سب کچھ ہیں ـــــ ڈاکٹر سر ضیاء الدین مرحوم جب ریاضی کے ایک مسئلے میں الجھے تو پروفیسر سید سلیمان اشرف بہاری نے ان کو مشورہ دیا کہ اس الجھن کو سلجھانے کیلئے امام احمد علیہ الرحمہ سے رجوع کریں تو ڈاکٹر سر ضیاء الدین حیران رہ گئے ـــــ کہ ایک گوشہ نشین عالم کیا بتائے گا؟ لیکن جب وہ حاضر ہوئے اور وہ مسئلہ سامنے رکھا گیا تو امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے چند لمحوں میں حل کر کے رکھ دیا۔ اور ڈاکٹر سر ضیاء الدین حیران رہ گئے اور چلتے وقت سید سلیمان اشرف بہاری سے فرمایا کہ:

"یہ شخص "نوبل پرائز" کا مستحق ہے ـــــ یہ کسبی علم نہیں ہے یہ تو وہبی علم ہے"

تو میں عرض کر رہا تھا کہ جن کو لوگ کچھ نہیں سمجھتے وہی سب کچھ ہیں ـــــ امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ جیسے ماہر تعلیم نے ۱۳۲۲ھ/ ۱۹۰۴ء میں دار العلوم منظر اسلام، بریلی شریف میں قائم کیا اور شان اخلاص یہ کہ پہلے سال کے تمام اخراجات اپنی جیب خاص سے عنایت فرمائے ـــــ امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے تحریر فرمایا ہے کہ:

"وہ تیرہ برس دس مہینے چار دن میں درس سے فارغ ہوئے (یعنی تقریباً ۱۲۸۶ھ/ ۱۸۷۰ء میں) ـــــ اور چند سال طلبہ کو پڑھایا۔"[۱]

۱۔ الکلمۃ الملہمہ، مطبوعہ دہلی ۱۹۷۶ء، ص: ۶

حجۃ الاسلام مولانا محمد حامد رضا خاں علیہ الرحمہ نے فرمایا:

"اعلیٰ حضرت نے زمانۂ طالب علمی میں طلبہ کو پڑھایا۔"[1]

ان دونوں بیانوں میں تطبیق اس طرح ہو سکتی ہے کہ امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے ۱۲۸۶ھ/۱۸۷۰ء میں فارغ ہونے کے بعد گھر ہی پر چند سال طلبہ کو پڑھایا —— کیونکہ منظر اسلام تو بہت بعد میں ۱۹۰۴ء قائم ہوا پھر کچھ عرصہ منظر اسلام میں بھی پڑھایا ہو، بعد میں گوناگوں علمی مصروفیات کی وجہ سے گھر پر صرف مخصوص طلبہ کو مخصوص علوم وفنون کا درس دیتے رہے —— بہر حال اس میں کوئی شک نہیں کہ

- —— دار العلوم منظر اسلام کے بانی امام احمد رضا علیہ الرحمہ تھے۔
- —— مہتمم حضرت حجۃ الاسلام مولانا محمد حامد رضا خاں علیہ الرحمہ اور
- —— منتظم امام احمد رضا علیہ الرحمہ کے چھوٹے بھائی مولانا حسن رضا خاں علیہ الرحمہ[2]

حجۃ الاسلام مہتمم بھی تھے اور شیخ الحدیث بھی —— منقولات اور معقولات کی اعلیٰ درجے کی کتابیں پڑھاتے تھے۔ اس کا اندازہ "الدولۃ المکیہ" (۱۹۰۵ء) اور "الاجازۃ المتینہ" (۱۹۰۶ء) کے اردو ترجمے اور دوسری عربی اور اردو تحریروں سے ہوتا ہے —— حجۃ الاسلام نے دار العلوم منظر اسلام کو خوب ترقی دی، چنانچہ جب مولانا سلامت اللہ نقشبندی مجددی (م۔ ۱۳۳۸ھ/۱۹۱۹ء) نے دار العلوم منظر اسلام کا معائنہ فرمایا تو اپنی رپورٹ میں لکھا:

"جس کی نظیر اقلیم ہند میں نہیں"[3]

دار العلوم منظر اسلام کا جلسہ تقسیم اسناد

امام احمد رضا علیہ الرحمہ کے وصال کے ایک عرصے بعد جب شعبان المعظم ۱۳۵۲ھ/۱۹۳۴ء میں جلسۂ تقسیم اسناد ہوا تو اس میں عمائدین ہند کے علاوہ درگاہ اجمیر شریف کے دیوان

۱۔ سلامت اللہ اہل السنہ، ص ۵۴، مطبوعہ بریلی ۱۳۳۲ھ

۲۔ ابراہیم خوشتر صدیقی، علامہ: تذکرۂ جمیل، ص ۱۷۹، مطبوعہ دہلی

۳۔ ایضاً۔

سید آلِ رسول علی خاں علیہ الرحمہ اور علی پور سیداں (پنجاب، پاکستان) کے مشہور و معروف شیخ وقت حضرت پیر سید جماعت علی شاہ نقشبندی مجددی محدث علی پوری خصوصی مہمانوں کی حیثیت سے شریک ہوئے ——

تعلیم کے اہداف

تعلیم کے جزوی طور پر ایک ہدف نہیں کئی اہداف ہو سکتے ہیں، مگر مجموعی طور پر ایک ہدف ہونا چاہئے تاکہ ملت کے فکر و عمل کی تعمیر ہو۔ الحمد للہ! دار العلوم منظر اسلام کو قائم ہوئے آج ایک صدی گزر چکی ہے، لیکن روز اول جس فکر کی داغ بیل ڈالی گئی تھی آج وہی فکر پھل پھول کر سارے عالم میں پھیل رہی ہے ——

جس کا خاص امتیاز رسول اللہ ﷺ سے سچی محبت، دشمنان اسلام اور گستاخان رسول سے شدید نفرت و عداوت ہے۔

اس میں شک نہیں کوئی دشمنِ رسول اور کوئی گستاخِ رسول محبت و احترام کے لائق نہیں، ہاں ہدایت و نصیحت کی نیت سے شفقت و مہربانی حضور ﷺ کی سنت ہے —— علمائے حق اور امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے اس سنت کو نہیں چھوڑا اور اپنی شفقت سے لاکھوں گمراہوں کو ہدایت کی راہ دکھائی۔

کسی بھی دار العلوم کی تعمیر و تشکیل کیلئے:

- —— توکل بھی ضروری ہے۔
- —— استاذ بھی ضروری ہے۔
- —— طالب علم بھی ضروری ہے۔
- —— نصاب بھی ضروری ہے۔ اور
- —— فنڈ بھی ضروری ہے۔

دور جدید کے مدارس میں ان ضرورتوں کو معکوس کر دیا گیا ہے —— توکل کا نام و

نشاں نہ رہا، استاد کی قدر و قیمت گھٹ رہی ہے، طالب علم کا کوئی پرسان حال نہیں، نصاب کی کوئی پرواہ نہیں، عمارت کی تھوڑی بہت پرواہ ہے، سارا زور فنڈ ز کی فراہمی اور اسراف و تبذیر پر ہے —— اس میں شک نہیں دار العلوم کی روح استاد ہے، استاد اچھا ہے تو سب کچھ اچھا ہے —— نصاب کی اہمیت اپنی جگہ مگر استاد کی بات استاد ہی کے ساتھ ہے —— دار العلوم منظر اسلام کے اساتذہ میں ایک سے ایک اعلیٰ استاد نظر آتا ہے۔

طلبہ کی تربیت و کردار کی تعمیر

امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے اپنے طلبہ کو بے پناہ شفقت دی، حوصلہ دیا، ہمت دی، مر مٹنے کا جذبہ عطا فرمایا، احساس کمتری میں مبتلا نہ ہونے دیا، طلبہ پر وہ مہربانیاں کہ باید و شاید —— کیلیفورنیا یونیورسٹی، امریکہ کی ایک فاضلہ نے لکھا ہے کہ احمد رضا عید، بقرعید پر طلباء کے لیے نئے نئے کھانے پکواتے —— ان کے دل پسند اور مرغوب کھانے، کھلا کھلا کر خوش ہوتے تھے۔

وہ اپنے طلباء کو یتیموں کی طرح نہیں پالتے تھے، بلکہ بیٹوں کی طرح ان کی پرورش کرتے تھے[۱]

امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے طلبہ کو وہ کچھ دیا جو ایک نہایت مشفق و مہربان باپ اپنی اولاد کو دیا کرتا ہے —— انہوں نے طلبہ کی تربیت فرمائی —— اٹھنے بیٹھنے، کھانے پینے، پہننے اوڑھنے، رہنے سہنے، بولنے چالنے، اور لکھنے پڑھنے کا سلیقہ سکھایا، مہذب و شائستہ بنایا —— دور جدید میں اکثر جدید و قدیم مدارس میں تربیت مفقود ہے، حرص و آز، حاضر و موجود، تربیت ہو تو کیونکر ہو، تعلیم ہو تو کیونکر ہو؟ —— تعلیم و تربیت خلوص کے ماحول میں پروان چڑھتے ہیں، امن دیا، خلوص دیا، سب کچھ دیا ——

وقت کی قدر و منزلت

طالب علم و استاد کیلئے سب سے بڑی بات وقت کی قدر و منزلت کی ہے —— امام

۱۔ اجالا، ص: ۴۵، مطبوعہ لاہور

احمد رضا علیہ الرحمہ نے ایک لمحہ ضائع نہ کیا اور ایک عجب سبق سکھایا ——— ہم وقت بھی ضائع کرتے ہیں اور روپیہ پیسہ بھی ضائع کرتے ہیں اس لئے محتاج رہتے ہیں، فکر بھی مانگنے کا، روپے پیسے بھی مانگے کے ——— امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے شریعت کی پابندی اور وقت کی قدر ومنزلت کا جو سبق سکھایا ہے اس پر عمل کیا جائے تو حکومتیں بن جائیں اور سلطنتیں سنور جائیں ———

آمدن وخرچ کے معاملے میں کمال احتیاط

روپے پیسے کے معاملے میں امام احمد رضا نہایت ہی محتاط تھے ——— خواہ وہ پیسہ بصورت نذر آتا، خواہ چندے کی صورت میں آتا ——— امام احمد رضا نے کبھی نذر نہ مانگی کہ نذر خود پیش کی جاتی ہے، مانگی نہیں جاتی ——— جو مانگی جائے، جس کی آرزو رکھی جائے، وہ نذر نہیں بھیک ہے یا مزدوری وجرمانہ ——— کوئی از خود نذر دیتا تو قبول کر لیتے کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے نذر قبول کرنے کا حکم فرمایا ہے ——— مگر جب نذر معاوضے کے طور پر دی جاتی، فوراً لوٹا دیتے کہ حضرات انبیاء اور اہل اللہ نے دین کی خدمت کے لیے کبھی مزدوری نہیں لی ——— اور ہاں نذر کا یہ پیسہ کبھی اپنی ذات یا اہل خانہ پر صرف نہ کیا ——— یہ پیسہ دوسرے دینی کاموں میں لگا دیا جاتا۔ اللہ رے احتیاط!

یہی حال چندے کا تھا ——— دار العلوم منظر اسلام کا جس زمانے میں وہ خود مہتمم تھے، چندہ ان کے نام سے آتا، ایک ایک پائی کا حساب رکھا جاتا ——— جب کثرت کار کی وجہ سے دار العلوم کا اہتمام مشکل ہو گیا تو اپنے بیٹے مولانا محمد حامد رضا خاں کو مہتمم بنا دیا جو ایک جلیل القدر عالم اور عارف کامل تھے ——— امام احمد رضا نے یہ گوارا نہ کیا کہ وہ مہتمم بنے رہیں، چندہ ان کے نام سے آتا رہے اور اہتمام کوئی اور کرے ——— جب تک وہ خود پیسے کی دیکھ بھال کرتے رہے، چندے کی ذمہ داری اٹھائی۔ جب مجبور ومصروف ہو گئے تو یہ ذمہ داری اپنے صاحبزادے کو سونپ دی۔[۱]

۱۔ "اجالا" ص: ۵۰، ۵۱، مطبوعہ لاہور

فرش وفروش سُنّت ہے

دور جدید کا مزاج اسراف پسند ہے بلکہ تبذیر پسند ـــــ اس کو شاندار عمارتیں اچھی لگتی ہیں، وہ اسی کو سب کچھ سمجھتا ہے ـــــ حالانکہ ہماری تاریخ جس پر ہمیں بجا طور پر فخر ہے چراغ کی روشنی میں فرش پر بنی ہے ـــــ فرش کو عالی نسبتیں حاصل ہیں ـــــ راقم نے ہمیشہ فرش ہی کو باعث فخر جانا اور اسی پر تمام علمی کام کئے اور کر رہا ہے ـــــ

دار العلوم منظر اسلام کی شاندار عمارت نہ سہی، فرنیچر و شاندار فرش و فروش نہ سہی، مگر جو کام ہو رہا ہے وہ شاندار ضرور ہے، اس کا ایک مزاج ہے ـــــ ایک صدی گزر جانے کے بعد وہ مزاج نہیں بدلا، اس سے استقامت کا اندازہ ہوتا ہے ـــــ وہ ایمان دے رہا ہے، وہ محبت رسول ﷺ کے تحفے تقسیم کر رہا ہے، یہ بانی کی کرامت ہے، یہ مہتممین اور منتظمین کی مسلسل جدوجہد کا نتیجہ ہے۔[۱]

امام احمد رضا علیہ الرحمہ، حجۃ الاسلام مولانا محمد حامد رضا خاں علیہ الرحمہ، مفسر قرآن حضرت مولانا محمد ابراہیم رضا خاں علیہ الرحمہ حضرت مولانا محمد ریحان رضا خاں علیہ الرحمہ کی ارواح پاک پر ہزاروں لاکھوں سلام ہوں ـــــ

مولائے کریم حضرت علامہ محمد سبحان رضا خاں دامت برکاتہم العالیہ کا ظل ہمایونی قائم ودائم رکھے، ان کا علمی اور روحانی فیض جاری وساری رہے اور دار العلوم منظر اسلام شب وروز آپ کی سرپرستی میں ترقی کرتا رہے۔ آمین ثم آمین!

ہر لحظہ نیا طور نئی برق تجلی
اللہ کرے مرحلۂ شوق نہ ہو طے

محررہ ـــــ احقر

۱۲ محرم الحرام ۱۴۲۲ھ ـــــ **پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد**

۷ اپریل ۲۰۰۱ء ـــــ کراچی

۱۔ دار العلوم منظر اسلام کے صد (۱۰۰) سالہ جشن 2001ء کے موقع پر درج ذیل رسائل نے عظیم الشان نمبر شائع کئے ہیں:

(i) ماہنامہ ''معارف رضا'' صد (۱۰۰) سالہ دار العلوم منظر اسلام نمبر، کراچی شمارہ جولائی تا ستمبر 2001ء

(ii) ماہنامہ ''اعلیٰ حضرت'' صد سالہ (۱۰۰) منظر اسلام نمبر، بریلی (قسط اول) شمارہ مئی تا جولائی 2001ء

(iii) ماہنامہ ''اعلیٰ حضرت'' صد سالہ (۱۰۰) منظر اسلام نمبر، بریلی (قسط دوم) شمارہ اپریل تا جون 2002ء

مسلمان اپنی حالت زار کیسے سُدھاریں

آج سے تقریباً ۹۰ رسال قبل امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ والرضوان نے اس سوال کے جواب میں کہ: ''فی زمانہ مسلمان اپنی حالت کیسے سدھاریں اور فرنگیوں اور کافروں کی چیرہ دستیوں سے خود کو کیسے محفوظ رکھ سکیں'' —— ایک اہم لائحۂ عمل پیش کیا تھا اور فرمایا تھا کہ مسلمان اگر اس پروگرام پر خلوص نیت اور ملی یگانگت کے ساتھ عمل پیرا ہو جائیں تو ان شاء اللہ اُن کے حالات سدھر جائیں گے اور وہ سیاسی و معاشی طور پر ایک مستحکم قوم بن کر ابھریں گے۔ اس لائحۂ عمل کے اہم نکات یہ ہیں:

1. مسلمان اپنے آپس کے تمام تنازعات ایک پنچایتی نظام کے تحت خود طے کریں، ہنود و نصاریٰ سے نہ کوئی مدد لیں اور نہ ان کو اپنے آپس کے معاملات میں مداخلت کا موقع دیں۔
2. مسلمان کفایت شعاری اور بچت کی عادت کو اپنا کر اپنا قومی سرمایہ بڑھائیں اور صنعت وحرفت اور تجارت میں سرمایہ کاری کے ذریعہ اپنی اقتصادی خوشحالی میں اضافہ کریں۔
3. تمام مسلمان مل کر اپنی صنعت وحرفت اور تجارت کے فروغ کیلئے ایک مشترکہ منڈی بنائیں تاکہ مسلمان ایک دوسرے کے وسائل سے بھرپور طور پر استفادہ کر سکیں۔
4. یہود و نصاریٰ کے وضع کردہ بینکنگ سسٹم میں اپنا پیسہ لگانے کی بجائے مسلمان اسلامی طرز پر اپنا علیحدہ بینکنگ سسٹم قائم کریں تاکہ غیر قوموں کے اقتصادی غلبہ سے آزادی ملے۔
5. مسلمان تعلیم کے فروغ پر خصوصی توجہ دیں لیکن علم دین لازمی طور پر حاصل کریں تاکہ دنیوی علوم اسلام کے فروغ اور مسلمانوں کی من حیث القوم ترقی مسلم امہ کی قوت و طاقت بڑھانے میں ممد و معاون ثابت ہوں۔
6. صاحب استطاعت مسلمان فرنگیوں اور کافروں کے خلاف جہاد میں دامے، درمے، قدمے، سخنے جس طرح ممکن ہو حصہ لیں —— اور سلطنت اسلامی کی ہر طرح اعانت و معاونت ان پر فرض ہے۔

میں گدا ہوں اپنے کریم کا میرا دین پارۂ ناں نہیں

ہفت روزہ ''اخبار جہاں'' کراچی، شمارہ ۲۸ رجولائی ۱۹۹۵ء میں ''مکتوب دہلی'' کے عنوان سے سید عبدالوحید حسینی کا ایک مقالہ شائع ہوا ہے۔ جس میں فاضل مقالہ نگار نے بھارت کی جنگی تیاریوں پر خرچ ہونے والے کھربوں روپے کا تجزیہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

> ''ہندوستان کے وزیراعظم نرسیمہ راؤ نے بریلی میں حضرت امام احمد رضا کے مزار کی تزئین و آرائش اور جدید کمپلیکس کی تعمیر کے لیے ایک کروڑ روپیہ دینے کی پیشکش کی ہے۔ ہندوستان کے وزیر مملکت برائے امور خارجہ سلمان خورشید ایک کروڑ روپیہ لے کر دربار پہنچ گئے۔ مگر پانچ ہزار سے زائد مسلمانوں کے ہجوم نے وزیراعظم کو مزار پر جانے سے روک دیا۔ مشتعل ہجوم نے وزیر مملکت کو ایک کروڑ روپے کے بریف کیس سمیت بھگا دیا۔''

آپ ''مکتوب دہلی'' کے نامہ نگار کے الفاظ کو بار بار پڑھیں اور دیکھیں کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے غریب نام لیوا اور ان کے مزار کے تہی دست سجادہ نشین کس ملی غیرت سے اتنی خطیر رقم کو ٹھکرا رہے ہیں۔ ہندوستان میں ایک کروڑ کی رقم کوئی معمولی رقم نہیں۔ مگر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کی روح آج بھی پکار رہی ہے:

''میں گدا ہوں اپنے کریم کا میرا دین پارۂ ناں نہیں!

آج بریلی میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے مزار کی از سر نو تعمیر ہو رہی ہے۔ مسجد کو وسیع کیا جا رہا ہے۔ ایک عظیم الشان لائبریری قائم ہو رہی ہے۔ ایک اشاعتی اشارہ قائم ہو رہا ہے۔ ایک دارالافتا کا سیکرٹریٹ بنایا جا رہا ہے۔ یہ کروڑوں روپے کا منصوبہ ہے مگر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے جانشین کسی ایسی رقم کی طرف ہاتھ نہیں بڑھاتے جس سے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی غیرت پر حرف آئے۔

امامِ ربّانی فاؤنڈیشن، کراچی

زیرِ سرپرستی: پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مدظلہٗ العالی۔ ایم اے، پی ایچ ڈی

۳۰ مئی ۲۰۰۱ء بروز جمعرات ''امامِ ربّانی فاؤنڈیشن، کراچی'' کا قیام عمل میں لایا گیا ——— فاؤنڈیشن کے معاملات ایک انتظامی بورڈ چلا رہا ہے۔

امامِ ربّانی فاؤنڈیشن کے قیام کے اغراض و مقاصد:

- ——— حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کی تصانیف اور تالیفات کی طباعت واشاعت۔
- ——— آپ سے متعلق لٹریچر کی مختلف زبانوں یعنی اردو، ہندی، انگریزی، ترکی، فارسی، عربی اور دوسری زبانوں میں اشاعت۔
- ——— آپ کی تصانیف کی علاقائی زبانوں پنجابی، پشتو، سندھی، بلوچی میں اشاعت۔
- مکتوباتِ امامِ ربّانی کی روشنی میں عقائد اہلِ سنّت پر ایک کتاب کی تیاری۔
- ——— اس غلط فہمی کا ازالہ کرنا کہ آپ کے عقائد اہلِ سنّت و جماعت کے عقائد سے الگ ہیں۔
- ——— دورِ جدید کی اصلاح اور رہنمائی کے لیے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کی تبلیغ وارشاد کو عام کرنا۔
- ——— تعلیمی نصاب میں حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کی تعلیمات کو شامل کرانا۔
- ——— دُنیا بھر کی یونیورسٹیوں میں حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ پر تحقیق کو آگے بڑھانا۔ (اب تک پانچ محققین مختلف یونیورسٹیوں سے ڈاکٹریٹ کر چکے ہیں)۔
- ——— دُنیا بھر میں نقشبندی مجددی مشائخ کے اسماء گرامی اور ان کے پتوں کا حصول، حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ پر ان کے علمی اور تحقیقی کام سے آگاہی اور اس لٹریچر کا حصول۔
- ——— سب سے بڑھ کر حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کی سیرت مبارکہ کی روشنی میں اتباعِ سنّت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا فروغ۔
- ——— امامِ ربّانی کانفرنس کا سالانہ انعقاد اور کانفرنس کے موقع پر مجلّہ ''یادگارِ مجدد'' کی اشاعت۔

⇦ آپ کے علم میں اگر حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ سے متعلق علمی اور تحقیقی لٹریچر ہو تو مطلع فرمائیں اور مالی تعاون فرمائیں ——— یہ مالی تعاون قرضِ حسنہ، عطیات اور کتاب کی خریداری کی صورت میں ہوسکتا ہے۔

رابطہ: اے ون۔ پلاٹ نمبر ۲۳/سی، اسٹیڈیم لین ۴۔ خیابانِ شمشیر، فیز ۵۔ ڈی ایچ اے، کراچی